رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا ✦ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

ایڈیٹر:- غلام نبی ✦ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

جلد ۷ | ۱۹ ر اپریل سنہ ۱۹۲۰ء | دوشنبہ | مطابق - ۲۹ ر رجب سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۷۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۵۔ اپریل کو واپس دارالامان تشریف لے گئے۔ حضور کا یہ سفر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاص شان رکھتا ہے۔ سیالکوٹ میں بڑے زور کے ساتھ احمدیت کی تبلیغ ہوئی۔ اور امرتسر میں مخالفین کے ناخنوں تک زور لگانے اور شرمناک سے شرمناک حرکات کرنے کے باوجود نہایت کامیابی کے ساتھ لیکچر ہوا۔

امرتسری ملانوں کے متعلق ایک اشتہار جلد ہی شائع ہو گیا ہے۔ اور ان کی اور غلط بیانیوں کی تردید بہت جلدی کی جائیگی۔

چونکہ الفضل منزل کی شکایت بعض مقامات پر سنی جاتی ہے۔ اس لئے لوکل انجمن قادیان نے احباب کو اس کے متعلق حفظ ما تقدم کے طور پر ہدایات دیں ✦

حضرت خلیفۃ المسیح کا لیکچر امرتسر میں

مخالفین کی انسانیت سے گری ہوئی حرکات

مخالفین کی اپنے منصوبہ میں ناکامی و نامرادی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سیالکوٹ سے واپسی پر ۱۳ر اپریل کو لاہور میں رونق افروز رہے۔ اور ۱۴ر کو مع قافلہ خدام امرتسر روانہ ہوئے۔ جہاں اسی دن ۴ بجے حضور کا پبلک لیکچر تھا۔ امرتسر سٹیشن پر احمدی احباب کا بہت بڑا مجمع حضور کے استقبال کیلئے موجود تھا۔ حضور موٹر پر سوار ہو کر اس مکان میں تشریف لائے جہاں جماعت امرتسر نے ٹھہرنے کا انتظام کیا ہوا تھا ✦

ٹھیک ۴ بجے حضور بندے ماترم ہال امرتسر میں تشریف لے گئے۔ جہاں ہندو، مسلمانوں۔ وغیرہ کا کثیر مجمع موجود تھا۔ اس جلسہ کے صدر جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لاء تجویز ہوئے۔ جنہوں نے حاضرین سے امن و سکون کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا لیکچر سننے کیلئے کہا۔ جناب حافظ روشن علی صاحب کے تلاوت قرآن کریم کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرما کر اپنا لیکچر شروع کیا جس کا موضوع یہ تھا۔ کہ:-

"کیا دنیا کے امن و امان کی بنیاد عیسائیت پر رکھی جا سکتی ہے۔ یا اسلام پر"۔ اور اس میں مدنظر مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان کا وہ اعلان تھا۔ جو انہوں نے نئے سال کے آغاز میں سلطنت برطانیہ سے تعلق رکھنے والے افراد اور اقوام کو مخاطب کر کے شائع کیا تھا۔ اور جس میں یہ کہا گیا تھا۔ کہ چونکہ

آئندہ دنیا کے اندر امن و امان کی بنیاد صرف عیسائیت کے اصول پر رکھی جاسکتی ہے۔ اس لئے تمام اہالیان سلطنت برطانیہ کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان اصول کی اشاعت کرکے دنیا میں امن کی بنیاد ڈالیں ✤

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ابتدائے لیکچر میں مذکورہ بالا اعلان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ؛-

میں یہ تو نہیں کہتا۔ کہ مسٹر لائڈ جارج نے یہ اعلان کس نیت اور کس ارادے کو مدنظر رکھ کر کیا ہے۔ نہ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ کامل غور اور فکر کے بعد کیا گیا ہے۔ یا نہیں۔ اور میں یہ بھی نہیں کہتا۔ کہ یہ اعلان کرتے ہوئے انہوں نے مسیحیت کے اصول کو مدنظر رکھا یا نہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جس غرض کیلئے کیا گیا ہے۔ وہ اس طرح پوری نہیں ہوسکتی اور مسیحیت باوجود بعض خوبیوں کے اس قابل نہیں ہے۔ کہ اس پر دنیا کا امن و امان کی بنیاد رکھی جاسکے اور نہ مسیحیت دنیا میں امن قائم کرنے کی قدرت رکھتی ہے۔ آج میں اسلئے کھڑا ہوا ہوں۔ کہ اس اعلان کے متعلق جو میرے خیالات ہیں ان کو آپ لوگوں کے سامنے بیان کروں۔ اور ثابت کروں کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جس پر دنیا کا امن کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ اگر اس سے ہٹ کر دنیا امن کا قصر بنانا چاہیگی۔ تو ریت کے تودہ پر بنائیگی۔ جو آج بھی گرا اور کل بھی گرا۔ پس اگر دنیا دائمی امن چاہتی ہے تو قصر امن کی بنیاد اسلام پر رکھے ✤

اس کے بعد حضور نے مسٹر لائڈ جارج کے پیغام کا خلاصہ سنایا۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ اب دنیا میں اسی طرح امن قائم رہ سکتا ہے۔ کہ مسیحیت کے اصول کو لوگ قبول کرلیں۔ اگر ہیں اگرچہ مسلمانوں کو خاص طور پر مخاطب نہیں کیا گیا۔ لیکن چونکہ مسلمان بھی ان لوگوں میں شامل ہیں۔ جن سے یہ کہا گیا ہے اس لئے میں اسلام کیطرف سے اس کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور اسلامی نقطہ خیال اس کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں ✤

اس کے بعد حضور نے اس امر پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہ سیاسی لوگ بھی مذہب کیطرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ فرمایا میں اس اعلان کے متعلق دو طرح سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ مسٹر لائڈ جارج نے اپنے اعلان میں جو باتیں مسیحیت کی بیان کی ہیں۔ کہ ان کے ذریعہ امن قائم ہوسکتا ہے۔ ان کا جواب۔ اور دوسرے یہ کہ امن جن طریقوں سے قائم ہوسکتا ہے۔ ان کو اسلام بیان کرتا ہے۔ مسٹر لائڈ جارج نے پہلی بات یہ بیان کی ہے۔ کہ خدا کو باپ سمجھنا ایسا عقیدہ ہے۔ کہ اس سے امن قائم ہوسکتا ہے۔ اور دوسری یہ کہ وہ اصول نیکی جو مسیحیت بیان کرتی ہے۔ ان کو اگر دنیا قبول کرلے تو امن قائم ہوسکتا ہے۔ میں ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ لیتا ہوں۔ اول یہ کہ خدا کو باپ ماننے سے امن قائم ہوسکتا ہے۔ اگر درست ہے۔ تو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہ عقیدہ مسیحیت میں ہی ہے یا اور مذاہب میں بھی۔ لیکن اور مذاہب میں بھی پایا جاتا ہے ✤

اس امر کے ثبوت میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تفصیل سے وحشی سے وحشی اقوام سے لیکر متمدن اقوام تک بتایا۔ کہ ان میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے جب یہ بات ہے تو ان مذاہب کے لوگوں کو کیا ضرورت ہے۔ کہ عیسائیت کو قبول کریں۔ یہاں تک تو سب حاضرین خاموشی سے لیکچر سنتے رہے اس کے بعد جب حضور نے یہ بتانے کے لئے کہ اسلام نے خدا کو ماں سے بھی زیادہ محبت اور تعلق رکھنے والا قرار دیا ہے۔ ایک حدیث کا مطلب بیان کیا۔ تو اس پر ایک شخص عطاء اللہ نے مع اپنے ساتھیوں کے جو محض لیکچر میں فتنہ برپا کرنے کے لئے آئے تھے۔ شور مچا دیا کہ اس حدیث کا حوالہ بقید نام کتاب۔ صفحہ۔ سطر۔ مطبع وغیرہ وغیرہ پیش کیا جاوے اور سخت ناشائستہ الفاظ بیہودہ حرکات کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے استعمال کرکے ہماری جماعت کو مشتعل کرنا چاہا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی جماعت کو حکم دیدیا کہ بولنا تو الگ رہا کوئی ذرا بھی نہ ہلے چنانچہ ہماری طرف سے باوجود سخت سے سخت الفاظ سننے کے نہایت صبر اور سکون سے کام لیا گیا آخر عطاء اللہ کا فتنہ جب حد سے بڑھ چلا تو پولیس نے اسے ہال سے باہر نکال دیا اور اسکے ساتھ ہی اسکے ساتھی بھی نکل گئے جسکے متعلق مفصل مضمون دوسری جگہ درج کیا جاتا ہے۔ ناظرین دیکھیں اللہ اس زمانہ کے مولوی کہلانے والوں کی بد ترین حالت دیکھ کر رسول کریم کی اس حدیث کا انہیں پورا مصداق سمجھیں۔ جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ایک وقت ایسا آئیگا۔ کہ میری امت کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے ✤

فتنہ پرداز عطاء اللہ اور اس کے ساتھیوں کے باہر نکال دئے جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنا لیکچر پھر شروع فرمایا۔ اور نہایت وضاحت سے بتایا۔ کہ عیسائیت کی تعلیم پر عمل کرنے سے دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اسلام کے بتائے ہوئے طریق پر ہی عمل کرنے سے امن قائم ہوسکتا ہے ✤

اس مفسد اور فتنہ پرداز گروہ کے ہال سے نکال دئے جانے کے بعد جس کا سرکردہ عطاء اللہ تھا۔ اور جو گھر سے فساد کی ہی نیت سے آیا تھا۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ باقی حاضرین نے جن میں غیر مذاہب کے لوگ بھی شامل تھے نہایت امن اور توجہ کے ساتھ لیکچر سنا۔ اور پھر کسی قسم کی بدامنی واقعہ نہ ہوئی اور اس طرح مخالفین کو اپنے منصوبہ میں سخت ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا ✤

اس موقعہ پر ہم امرتسر کے مفسد اور فتنہ پرداز لوگوں کو اچھی طرح سنا دینا چاہتے ہیں۔ کہ انکی یہ روش ہرگز اچھے نتائج پیدا کرنیوالی نہیں ہے۔ اور اسکا خمیازہ انہیں خدا سے ضرور بھگتنا پڑیگا۔ کسی سے مذہبی اختلاف ہونے کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ اس کے مقابلہ میں شرافت اور تہذیب۔ انسانیت اور سنجیدگی کو بالائے طاق رکھ دیا جائے۔ اور اپنے افعال اور حرکات سے درندگی اور بہیمیت کا ثبوت دیا جاوے۔ ہمارے مقابلہ میں امرتسر کے جن لوگوں نے یہ طرز عمل اختیار کیا وہ کان کھولکر سن لیں۔ کہ بفضل خدا اس سے ہمارا تو کچھ نہیں بگڑا۔ ہاں انہوں نے اپنی ناپاک اور گندی فطرت کی خوب نمائش کرلی ہے اور ثابت کردیا ہے کہ ان کے پاس ہمارے دلائل اور براہین کے جواب میں سوائے گالیوں۔ بیہودہ سرائیوں۔ لغو بکواس اور بیہودہ حرکات کے اور کچھ نہیں ہے انہیں اس خدائے شدید العقاب کے خوف سے ڈرنا چاہئیے تھا جسکی گرفت وہ سارے پنجاب کیا ساری ہندوستان سے علیحدہ طور پر دیکھ چکے ہیں۔ کہ خدا کے بھیجے ہوئے دین اسلام کی فضیلت ثابت کرنیکے خلاف وہ بیہودہ بکواس کرتے رہے ✤

آخیر میں ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے۔ اور انہیں حق کو پہچاننے کی توفیق دے ✤

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۹؍ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء

کیا تبلیغ اسلام کیلئے امریکہ میں دروازے بند ہیں؟

امریکہ کے دعاوی حریت باطل

کیا اسی کا نام مذہبی آزادی ہے؟

ہم گزشتہ سے پیوستہ الفضل میں لکھ چکے ہیں۔ کہ امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے اپنے ایک تجربہ کار اور جماعت احمدیہ کے ایک بزرگ و محترم مشنری جناب مفتی محمد صادق صاحب۔ ایم۔ اے۔ آر۔ ایس وغیرہ وغیرہ متعینہ انگلستان کو امریکہ روانہ ہوجانیکا حکم دیدیا۔ تا آپ وہاں اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کریں۔ اور دین خدا (احمدیت) کی تبلیغ فرمائیں۔ مگر جب ہمارا مبلغ ساحل امریکہ پر پہنچا۔ تو حکام نے ان کو اس بنا پر اندر داخل ہوتے سے روک دیا۔ کہ وہ اس مذہب کے مبلغ اور داعی ہوکر آئے ہیں جس میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت ہے +

امریکہ کے حکام کا یہ رویہ کہانتک معقول اور آزادی اور مذہبی رواداری کا ثبوت دے رہا ہے۔ محتاج تشریح نہیں۔ امریکہ کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ آزاد ہے۔ امریکہ کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ حریت کا علم بردار ہے۔ امریکہ مدعی ہے۔ کہ وہ آزادی کے اس منار پر کھڑا ہے۔ جہانتک دیگر اقوام عالم کا وہم بھی نہیں پہنچا۔ امریکہ کہتا ہے۔ کہ جرمن کے خلاف جنگ کرنے میں یہی غرض پوشیدہ تھی۔ کہ دنیا کی آزادی مسلوب نہ ہوجائے۔ مگر عملاً جب دیکھا گیا۔ تو معلوم ہوگیا۔ کہ امریکہ سے بڑھ کر تنگ خیال۔ امریکہ سے بڑھ کر آزادی کا دشمن۔ امریکہ سے بڑھ کر استبداد پسند۔ امریکہ سے بڑھ کر خود پسند۔ اور امریکہ سے بڑھ کر آزادی کا معاند و بدخواہ دنیا میں کوئی نہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ ایک اسلام کے داعی کو محض اس لئے روکا جاتا۔ کہ وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ مسلمان ایک سے زیادہ شادیاں کرسکتا ہے۔ اگر امریکہ معقول پسند ہے۔ اگر امریکہ تعدد ازدواج کو دنیا کیلئے مضر اور نقصان رسان خیال کرتا ہے۔ تو کیا اس کے پاس اس کے معقول دلائل نہیں ہوں گے۔ ہوں گے۔ مگر پھر وہ کیوں آزادی کا مدعی ہوکر ایسے مذہب کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ جو ایک سے زیادہ بیوی کی اجازت دیتا ہے۔ حکام امریکہ کو چاہیئے تھا۔ کہ وہ مبلغ اسلام کو تبلیغ اسلام کرنے کی اجازت دیتے۔ اگر تعدد ازدواج کا مسئلہ زیر بحث آتا۔ تو امریکہ کا فلاسفر اور دانا بجائے زبان بندی کے معقولیت کے ساتھ مبلغ اسلام کے خیالات کی تردید کرسکتا تھا +

آزادی کے معنے یہ تو نہیں ہیں۔ کہ جو ان کا دل چاہے وہ کریں۔ بلکہ آزادی کا تو مطلب یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہر شخص اپنے معتقدات و خیالات کے اظہار کا پورا حق رکھتا ہو۔ اور کسی مادی طاقت سے اس کو روکنے کی کوشش نہ کی جائے +

اگر امریکہ کے پاس اپنے خیال کی تائید میں معقول دلائل ہیں۔ تو آزادی کا یہی تقاضا ہے۔ کہ وہ اپنے مخالف کی بات سنے۔ اور ان معقول دلائل کے ساتھ ان کی تردید کردے۔ نہ یہ کہ اپنے مخالف کو حکومت اور تلوار کے زور سے اپنے پاس تک آنے سے روک دے +

امریکہ اسلام کا اس لئے دشمن ہے۔ کہ اس کے خیال میں اسلام بزور تلوار اپنے دعاوی منواتا ہے۔ مگر کیا امریکہ کی نرم دل عیسائی حکومت اسلام کے داعی کو جس کے متعلق اس کے موقر اخبارات موٹے لفظوں میں لکھتے ہیں۔ کہ وہ اکیلا اور تنہا اسلئے آیا ہے۔ کہ بغیر ہتھیار کے ہمیں فتح کرے۔ اپنی حکومت اور تلوار کے زور سے روکتی ہے۔ کہ تم ہمارے ملک میں اسلام کی تبلیغ نہیں کرسکتے۔ کیا یہ حیرت اور تعجب کا مقام نہیں کہ امریکہ اسلام کو بزور شمشیر پھیلنے کا الزام لگاتا ہے۔ مگر جب اسلام کا ایک مبلغ وہاں جاتا ہے۔ کہ وہ بتائے۔ کہ اسلام بزور شمشیر نہیں۔ بلکہ اپنی معقولیت سے پھیلا تھا۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ دیکھو میں خالی ہاتھ تمہارے ملک میں آیا ہوں۔ مگر تم دیکھ لوگے۔ کہ چند عرصہ میں امریکہ میں اسلام کے حلقہ بگوش بکثرت پیدا ہوجائینگے۔ امریکہ بجائے اس دلیل کو سننے اور اس حقیقت کا انکشاف ہوتا دیکھنے کے اپنی تلوار اور اپنی حکومت کے بل کہدیتا ہے۔ کہ تم امریکہ میں اسلام کی تبلیغ کے لئے خالی ہاتھ بھی داخل نہیں ہوسکتے +

کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اسلام کو جو الزام بزور شمشیر پھیلانے کا لگایا گیا ہے وہ محض غلط تھا؟ بلکہ امریکہ اپنے مذہب اور اپنے خیالات کی حفاظت بزور تلوار کرتا ہے۔ اور اس کے پاس سوائے حکومت اور تلوار کے زور کے اپنے خیالات کی حفاظت کا اور کوئی معقول ذریعہ نہیں۔ پھر کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا؟ کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا تھا؟ بلکہ امریکہ کے "آزاد" لوگ اپنے اوہام کو بزور تلوار منواتے۔ اور بعد میں تلوار کے زور سے ان اوہام کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ بھی ایسے شخص کے مقابلہ میں جو بالکل تنہا ان کے سامنے جاتا ہے +

حکومت امریکہ کے مبلغ اسلام کو روکنے سے صرف یہی ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اہل امریکہ اپنا مذہب اور اپنے خیالات بزور تلوار منوانا چاہتے ہیں۔ بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہؤا۔ کہ وہ لوگ اسلام سے ہی خاص دشمنی رکھتے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ مبلغ اسلام کو تو محض اس لئے روک دیں۔ کہ اسلام ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔ مگر اسی امریکہ میں وہ ہیں جو اس قسم کے باشندے ہوں جنکا مذہب یہ ہو۔ کہ جتنی بیویاں چاہو۔ رکھو۔ اور وہ رکھتے بھی ہوں۔ حکومت امریکہ

کو چاہیئے تھا۔ کہ پہلے اس فرقہ کو امریکہ سے خارج کرتی۔ پھر اسلام کے مبلغ کو روکتی۔ مگر حکومت امریکہ کا ان لوگوں کو وہاں رہنے دینا اور مبلغ اسلام کو روکنا صاف دلالت کرتا ہے۔ کہ حکام امریکہ محض اسلام سے عناد کے باعث مبلغ اسلام کو روکتے ہیں۔ کیونکہ اسلام اگرچہ اجازت دیتا ہے۔ کہ ضرورت کے وقت ایک سے زیادہ شادیاں کرلو۔ مگر حکم نہیں دیتا۔ کہ جو ایسا نہیں کریگا وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ لیکن امریکہ کا فرقہ اس بات پر سختی سے عامل ہے۔ کہ انکا ہر ایک فرد ایک سے زیادہ شادیاں کرے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ امریکہ جنگ میں اس وقت داخل ہوا۔ جب جنگ قریبًا ختم ہو چکی تھی۔ اگر اس کو انگلستان و فرانس کی طرح چند سال جنگی تھپیڑے کھانا پڑتے۔ تو اس کو اپنے اس قانون کی لغویت معلوم ہو جاتی۔ یورپ بھی اسی نادانی میں مبتلا ہے۔ کہ ایک سے زیادہ بیویاں مذہب عیسائی میں اور قانونًا جرم ہیں۔ لیکن جب پانچ سال کی نمونہ قیامت جنگ نے ان کے مردوں کو تباہ کر دیا۔ اور ہر طرف عورتیں ہی عورتیں نظر آنے لگیں۔ تو اب وہاں سے یہ آواز آنے لگی ہے۔ کہ قانونًا ایک سے زیادہ بیویاں نہ ہوں۔ مگر ضرورت ملکی کو مدنظر رکھ کر اس فعل پر چشم پوشی سے کام لینا چاہیئے۔ بلکہ مخفی طور پر اسکی تحریک کرنی چاہیئے۔

پس اگر امریکہ کو یورپ کی سی مشکلات میں سے گزرنا پڑتا۔ تو وہ خود اپنے جاہلانہ قانون کو منسوخ کر دیتا جیسا کہ یورپ کو مجبورًا ان مہلک حالات میں کرنا پڑیگا۔

غرض مبلغ اسلام کا امریکہ میں جانے سے روکا جانا بتلا رہا ہے۔ کہ امریکہ کے دعاوی حریت محض باطل اور اس کی آزادی محض اوہام ہیں۔ اگر امریکہ مذہبی آزادی دیتا۔ اگر امریکہ واقعی آزاد ہوتا۔ تو کبھی وہ مبلغ اسلام کو داخلہ امریکہ سے نہ روکتا۔ بلکہ اجازت دیتا۔ کہ اپنے خیالات علی الاعلان پیش کرو۔ مگر بجائے خیالات کو ظاہر کرنے کی اجازت دینے کے امریکہ کے آزاد حکام حکم دیتے ہیں۔ کہ اس مذہب کے لوگوں کے لئے تبلیغ کے رستے اس آزاد ملک میں بند ہیں۔

مبلغ اسلام جناب مفتی محمد صادق صاحب کا امریکہ میں داخل ہونے سے روکا جانا ایک معمولی بات نہیں۔ بلکہ اپنے عواقب و نتائج و اثرات کے لحاظ سے بہت اہم اور بہت بڑا واقعہ ہے۔ کیونکہ۔ اگر مسلمانوں کو جو یورپ کی غلط فہمیوں کے بری طرح شکار ہو رہے ہیں۔ تبلیغ اسلام سے روک دیا گیا۔ اور ان کو موقعہ نہ دیا گیا۔ کہ وہ ناواقفوں کو بتائیں۔ کہ تم جو اسلام کو سمجھ رہے ہو۔ وہ محض غلط اور باطل ہے۔ بلکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جو ہر قسم کے عیوب سے پاک اور منزہ ہے۔ تو اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اسلام کے لئے تمام راستے بند کر دئے گئے ہیں۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں۔ کہ یورپ و امریکہ اسلام کے خواہ کتنا ہی دشمن ہو جائیں۔ اسلام نہیں مٹیگا۔ بلکہ بڑھیگا۔ اور دنیا میں پھیلیگا۔ مگر باوجود اس کے ہم محض ہمدردی کے طور پر یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ امریکہ کے اس فعل کو مسلمان نہائت خطرہ کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور ایسا کرنا ان کا حق ہوگا۔ اور امریکہ کے منہ پر اس فعل سے ایک ایسا بدنما داغ لگ جائیگا۔ جو کسی کے مٹائے نہ مٹ سکیگا۔

سید سلیمان ندوی پیغامیوں کا امام

جماعت احمدیہ کا یہ مسلک مشہور خاص و عام ہے۔ کہ غیر احمدی (متردد ہو یا مکذب یا مکفر) کی اقتداء میں نماز قطعی حرام ہے۔ لیکن خواجہ کمال الدین صاحب نے انگلستان میں غیر احمدیوں کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ ان کے اس فعل کے جواز کا ثبوت یہ دیا گیا۔ کہ مولٰنا نور الدین سے بذریعہ تار اجازت حاصل کر لی گئی۔ اور ساتھ ہی یہ تشریح کی گئی۔ کہ دراصل مساوات اسلام بتانے کے لئے بعض نومسلموں کو کسی نماز میں امام بنا لیا گیا اور چونکہ یہ نومسلم ہمارے ہی ہاتھ پر اسلام لائے ہیں۔ اس لئے دراصل احمدی ہیں۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد "امیر قوم" نے یہ بتایا۔ کہ جس ملک میں ہم پر فتوے کفر نہیں۔ اس کے غیر احمدی کی اقتداء میں نماز جائز ہے۔ پھر جب "ظفر علی خان" کی اقتداء میں نماز پڑھ لیگئی۔ تو ہمیں بہت حیرت ہوئی۔ کیونکہ وہ اس ملک کے باشندے تھے۔ جہاں مسیح موعودؑ پر فتوی کفر دیا گیا۔ اس کا یہ جواب بتایا گیا۔ کہ ظفر علی خانصاحب حضرت مرزا صاحبؑ کو مجدد مانتے ہیں۔ لیکن ظفر علی خان نے ہندوستان میں آکر ایسے گندے مضامین شائع کئے۔ جن کو ایک احمدی سوا اس نیت کے کہ انکا جواب دینا ہے۔ پڑھ نہیں سکتا تھا۔ اس پر اہالیان پیغام خاموش رہ گئے۔ کیونکہ ظفر علی خان نے یہ بھی لکھا۔ کہ ابتداء سے ہماری یہی عقائد ہیں۔ اب یہ خبر بذریعہ ہمدم پہنچی ہے۔ کہ مولوی صدر الدین صاحب نے سید سلیمان ندوی کو باصرار ووکنگ میں امام نماز جمعہ بنایا۔ چنانچہ اصل الفاظ اس کے یہ ہیں:-

"مولوی صدرالدین صاحب امام مسجد نے مولانا سید سلیمان صاحب سے امامت کی درخواست کی۔ مولانا نے عذر کیا۔ مگر مولوی صاحب کے اصرار سے مجبور ہو کر خطبہ پڑھنے کے واسطے کھڑے ہوگئے" (ہمدم - ۸ر اپریل ۱۹۱۹ء)

مولوی صدر الدین صاحب نے احمدی کہلا کر احمد علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف جو قابل ملامت حرکت کی۔ معلوم ہوتا ہے۔ خود سید سلیمان نے بھی اسے بہ نگاہ استعجاب دیکھا ہے۔ جبھی وہ اپنی چٹھی میں خصوصیت سے لکھتا ہے:-

"۲۷ کو لنڈن میں جمعہ کی نماز میں نے پڑھائی۔ اور مولوی صدر الدین صاحب نے ہمارے پیچھے نماز پڑھی"

نماز تو اور لوگوں نے بھی سید سلیمان کے پیچھے پڑھی۔ اور "نماز میں نے پڑھائی" ہی سے کیفیت ظاہر ہو جاتی تھی۔ پھر یہ لکھنا۔ کہ مولوی صدر الدین صاحب نے ہمارے پیچھے نماز پڑھی۔ خاص معنے رکھتا ہے۔ اور وہ یہی کہ مولوی صدر الدین صاحب احمدی کہلاتے ہیں۔ احمدی مبلغ ہیں۔ اور اپنے مرشد و ہادی کی تعلیم کے خلاف عمل پیرا ہیں۔ معلوم نہیں پیغام بلڈنگس سے اس کا کیا جواب دیا جائیگا۔ سید سلیمان کی واپسی تک یہ کہدینا کافی ہوگا۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ

کو سچا مسلمان اور مجدد مانتے ہیں۔ (گو وہ حضور کے مکذب ہیں۔) ان کے آنے پر پھر دیکھا جائیگا +

حجاز کو نہیں قادیان کو

اخبار مدینہ میں ایک شعر چھپا ہے ؎

جب ختم ہوگئی خلافت تو کیوں نہ جائیں
مہدی کی جستجو میں براہ حجاز ہم

خلافت بقول آپ کے بیشک ختم ہوگئی۔ مگر مہدی کی جستجو میں حجاز جانے کی ضرورت نہیں۔ مہدی ہاں سچا مہدی خدا کا موعود مہدی آپ ہی کے ملک میں مبعوث ہوچکا ہے۔ افسوس آپ ابتک غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے رہے۔ اب آنکھ کھلی ہے۔ تو اٹھ کر دیکھ لیجئے۔ کہ اس کا مقدس خلیفہ موجود ہے۔ اور تمام سعید روحیں اس کے قدموں میں جنت پاتی ہیں +

غیر احمدیوں کے امام صلوٰۃ

ہمارے مخالفوں مسیح موعودؑ کے مکذبوں کی عملی حالت کسقدر گری ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ ان کے امامان مسجد کی کرتوتوں سے ہوسکتا ہے۔ یہ ہماری زبان سے۔ بلکہ روزنامہ سیاست کی زبان سے سنئے:-

"کوچہ ...... میں ایک امام ہیں۔ آپ کے تمام لڑکے حافظ ہیں۔ ان کے فرزند ارجمند کی شادی پر باجے بجنے کے علاوہ ایک چھوڑ دو رنڈیاں بھی برات کے ساتھ ساتھ تھیں۔ جو قدم قدم پر اپنے ناچ رنگ راگ سے لوگوں کو اپنا شیدا دوالہ بناتی اور برات کی زینت کو دوبالا کرتی تھیں" (سیاست ۱۱ اپریل)

یہی اخبار سیاست اپنی ۱۲ اپریل کی اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ ایک غریب اندھا آدمی معہ اپنی عورت کے زیارت ...... کو جارہا تھا۔ کہ رات گذارنے کے لئے ایک مولوی کے ہاں جو امام مسجد ہے۔ شب باش ہوا۔ مولوی کے گھر کے متصل ڈیوڑھی تھی اس میں انہیں سلا دیا گیا۔ رات کے بارہ بجے مولوی مذکور گھر سے بارادہ ...... اعور بردستی سے ... . کیا شور پر اہل محلہ جمع ہوئے الخ

یہ ہے حالت زار اہل اسلام کی۔ مگر باینہمہ دعوےٰ ہے۔ کہ ہم حق پر ہیں۔ اور وہ خدا کا برگزیدہ جو بھولے بھٹکے انسانوں کی رہنمائی کے لئے آیا۔ وہ دین اسلام سے خارج اور نعوذ باللہ ضال و مضل تھا۔ سچ ہے۔ علماء ھم شر من تحت ادیم السماء +

کیا ترک خلافت کے اہل ہیں؟

اخبار حق لاہور میں یہ سطور چھپی ہیں:-

مسٹر لوول ٹامس جنوری ۱۹۲۰ء کے سٹرینڈ میگزین میں لکھتے ہیں۔ کہ مکّہ کے ترک سپاہیوں نے اپنے حریفوں یعنے عربوں کے مذہبی جذبات کی پرواہ نہ کرکے کعبہ شریف پر گولہ باری کی۔ جہاں سنگ اسود رکھا ہوا ہے جس کو لاکھوں مسلمان بوسہ دیتے ہیں۔ ایک گولہ چٹان میں جاکر لگا۔ جس سے مقدس قالین جلنے سے اس میں سوراخ ہوگیا۔ اور ۹ آدمی جو نماز پڑھ رہے تھے ہلاک ہوئے۔ عرب اس فعل سے ایسے غضبناک ہوئے۔ کہ وہ قلعہ کی دیواروں پر چڑھ گئے۔ اور چھروں اور خنجروں سے دست بدست لڑائی کے بعد اس کو فتح کرلیا۔ کیا ترکوں کی اس حرکت مسلمانان ہند کے دلوں میں کوئی نفرت پیدا نہیں ہوسکتی؟ عربوں نے محض اپنی شجاعت سے ترکوں کے پنجہ سے نجات حاصل کی ہے۔ اس لئے ہندوستانی یہ مطالبہ سنجیدگی کے ساتھ نہیں کرسکتے۔ کہ برطانیہ اعظم ترکوں کو عرب میں پھر حاکم بنا دے +

بیت اللہ کی بے ادبی کرنیسے عثمانی سلطان منصب خلافت کے سزاوار نہیں رہا۔ اور جبتک خلیفہ حرمین پر قابض نہ ہو انکی حفاظت کا فرض کسطرح ادا کرسکتا ہے پس وہ خلیفہ رہ سکتا ہی۔ اور جو لوگ اس کا احترام کرنا چاہتے ہیں کرسکتے ہیں مگر قسطنطنیہ پر سلطان کا قابض رہنے کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے +

مدراس میں چند معززین سے گفتگو

پرسوں مدراس کے ایک معزز گھرانے کے چند تعلیم یافتہ نوجوان اور ان کے بزرگ مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ خواجہ صاحب سے بھی اس سے پہلے یہ لوگ ملاقات کرچکے تھے۔ خواجہ صاحب نے افتراء کے طور پر بہت سی باتیں حضور اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اور جماعت مبائعین کے خلاف ان کو سنائی تھیں۔ اور اپنے خیال میں اپنا ہمخیال بنا لیا تھا۔ چنانچہ آتے ہی ان میں سے ایک بزرگ نے پوچھا:-

معزز شخص۔ آپ میں اور لاہوری پارٹی میں اختلاف کیوں ہے؟

میں۔ اگر اس کا نہائت مختصر جواب سننا چاہیں تو یہ ہے۔ کہ جمہور جماعت احمدیہ نے منشاء الٰہی کے ماتحت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ایدہ اللہ کو اپنا خلیفہ انتخاب کیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ کو اس میں سخت تکلیف ہوئی۔ یہ اختلاف اسی ناکامی اور نامرادی کا بخار ہے اور اب وہ اس عداوت میں احمدیت کے مرکز دور اور مخالفین مسیح موعود سے زیادہ قریب رہے ہیں... ورنہ اس کے قبل ان کے ہیڈ مولوی محمد علی صاحب وغیرہ بھی مسیح موعود کو نبی کہتے اور لکھتے تھے +

معزز شخص۔ خواجہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ صاحبزادہ صاحب نے حضرت مرزا صاحبؑ کی تعلیم اور وصیت کے خلاف کیا۔ اس لئے ہم لوگ الگ ہوگئے +

میں۔ اگر خلیفہ کا انتخاب مسیح موعودؑ کی تعلیم اور وصیت کے خلاف ہے۔ تو اس میں بھی انہی لوگوں کا قصور ہے۔ کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کی وفات کے بعد مسیح موعود علیہ السلام کی طرح واجب الاطاعت خلیفہ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کو مانا۔ اور عام جماعت کو بیعت کرنے کے لئے اعلان کیا +

معزز شخص۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ یہ غلطی تھی جو ہوگئی۔ اور انسان سے دانستہ غلطی ہو ہی جایا کرتی ہے +

میں۔ اس سے یہ بات معلوم ہوگئی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی تعلیم و وصیت کے خلاف انہی غلط کاروں نے غلطیاں کیں ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ یہ دانستہ غلطی تھی۔ جو کہ قابل عفو یا درگزر ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ خلیفہ کا انتخاب غلطی نہیں تھا۔ بلکہ اب جو انکار کیا جاتا ہے۔ یہ غلطی ہے۔ اور سراسر مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور منشاء الٰہی کے خلاف ہے۔ اور اگر خلیفہ کا انتخاب تعلیم مسیح موعود اور منشاء وصیت کے خلاف تھا۔ تو یہ غلطی مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب وغیرہ نے نادانستہ نہیں کی۔ بلکہ قصداً اور عمداً کی۔ کیونکہ (معاذ اللہ۔) اس ناجائز خلیفہ کی بیعت صرف ایک بار نہیں بلکہ دوسری بار پھر دیدہ دانستہ کی اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ خلیفہ بنانے کی غلطی ان لوگوں نے کب محسوس کی۔ خلافت ثانیہ کے قبل یا بعد۔ اگر بعد کو یہ غلطی محسوس ہوئی ہے۔ تو اس بات کی کیا گارنٹی ہے۔ کہ جو کچھ یہ حضرات آج لکھ رہے ہیں۔ یہی صحیح ہے۔ جبکہ ایک دو دن نہیں۔ ایک دو ماہ نہیں متواتر چھ سال تک خود اسی پر عامل رہے۔ اور تجدید بیعت بھی کراتے رہے۔ اگر کہا جائے کہ چھ سال کے اندر ہی ان کو خلیفہ بنانے کی غلطی محسوس ہوگئی تھی۔ اور اپنے آپ کو غلطی پر خیال کر کے کف افسوس ملا کرتے۔ اور گمنام ٹریکٹ وغیرہ کے ذریعہ اپنی ناپسندیدگی یا منافقت کا اظہار کیا کرتے تھے۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اسوقت کیوں نہ خم ٹھوک کر حضرت سیدنا مولینا نورالدین رض کے خلاف خارجیہ بلڈنگ میں علی الاعلان مورچہ لگایا۔ اور جبکہ منافقت کا پردہ فاش ہوگیا تھا۔ اور جس وقت حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ منکرین خلافت پر عتاب ظاہر فرمایا تھا۔ اور یہانتک فرمایا تھا۔ کہ میں تمہاری انجمن پہ تھوکتا بھی نہیں۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اگر یہ لوگ سچے اور پکے احمدی تھے۔ تو کیوں انہوں نے صاف صاف نہ کہدیا۔ کہ ہم سے غلطی ہوئی۔ جو ہم نے آپ کو خلیفہ بنایا۔ یا خلیفہ بنانا حضرت مسیح موعود ؑ کی وصیت کے خلاف ہے۔ اگر اس وقت خلیفہ اول رض ان کی نہ سنتے۔ تو مولوی محمد علی صاحب اس وقت قادیان چھوڑ کر لاہور چلے آتے۔ اور اپنے بوڑھے خلیفہ رض پر ویسے کھلے کھلے تیر اندازی کرنا شروع کر دیتے۔ جیسا کہ آج خلیفہ ثانی رض پر کر رہے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اپنے سینوں میں اپنے منافقانہ خیالات کو چھپائے ہوئے ظاہری طور پر خلیفہ اول رض کی بیعت میں رہے۔ اس کی وجہ صاف ہے۔ کہ یہ لوگ سمجھے ہوئے تھے۔ کہ یہ بوڑھا خلیفہ رض چند روز کا مہمان ہے۔ اس کے بعد تو پھر ہم ہی ہم ہیں۔ لیکن خدا نے ایسا ہونے نہیں دیا +

خلیفہ اول رض کی وفات کے بعد خدا نے اس شخص کو خلیفہ بنایا جو کہ اس کے نزدیک اس کا اہل تھا۔ پھر کیا تھا ؎

اب کیا رہا ہے جس پہ رقیبوں کا غم کریں

کہنگ ان لوگوں نے یعنے جو کچھ ہو سکا وہ کیا۔ اور فوراً اینڈیدیوں کی طرح لاہور کے میدان میں نکل آئے۔ بوڑھے خلیفہ رض پر علانیہ تیر اندازی کسی امید کی بنا پر نہیں کر سکتے۔ لیکن اب خلیفہ ثانی پر اچھی طرح تیر اندازی کرنے کے لئے خلیفہ کا انکار تھا۔ لیکن لاہور جاکر بجائے ایک کے چار خلیفے بنالئے۔ پھر انجمن انجمن کا شور تھا۔ خود صدر انجمن کو چھوڑ کر دوسری انجمن بنالی۔ یہانتک کہ دفن ہونے کے لئے بہشتی مقبرہ بھی الگ تجویز کرلیا +

اب مجھے آپ بتائیں۔ کہ خلیفہ ثانی رض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور وصیت کے خلاف کیا۔ یا ان لوگوں نے ؟

معزز شخص۔ بات تو آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ مجھے تو کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ لیکن خواجہ صاحب نے مجھ سے کہا ہے۔ کہ اب آپ لوگ مرزا صاحب کو نبی کہتے ہیں۔ پہلے نہیں کہتے تھے۔ اس لئے تم لوگ الگ ہوئے +

میں۔ پہلا الزام جب کہ غلط ثابت ہوگیا۔ بلکہ وہ لوگ خود ہی ملزم ٹھہرے۔ تو اب دوسرے الزام کی بھی حقیقت سن لیجئے :-

لیکن قبل اس کے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریریں آپ کو سناؤں۔ یہ کہدینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب ؑ کو نبی ماننا جرم ہے۔ تو خود یہ لوگ بھی بڑے مجرم ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم لوگ تو حضرت مرزا صاحب ؑ کو نبی کہتے ہیں۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب مرزا صاحب ؑ کو خلافت ثانیہ کے پہلے نبی آخر الزمان مانتے اور لکھتے رہے ہیں اور یونہی ذوق اور جوش محبت میں نہیں بلکہ ایک زبردست مخالف کے سامنے بطور بحث اور دلیل کے آپ کے وجود کو نبی آخر الزمان کی حیثیت میں پیش کرتے رہے ہیں +

معزز شخص (حیرت کے ساتھ) کیا آپ اس کو ثابت کر سکتے ہیں ؟

میں۔ ابھی نقد بہ نقد آپ کو دکھا دونگا۔ اور ثابت کر دونگا۔

پہلے میں آپ کو دو حوالے سناتا ہوں۔ جہاں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ تاکہ آپ کو خواجہ کے انکار کی حقیقت خود معلوم ہو جائے +

(پھر میں نے دو حوالے ان کو سنائے۔)

معزز شخص۔ ان سے تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب ؑ نے صاف صاف دعویٰ نبوت کیا ہے۔ خواجہ صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ وہ ان باتوں کو بھی لوگوں کو سنا دیتے۔ جس بنا پر اور جس طرح مرزا صاحب ؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ تاکہ لوگوں کو مغالطہ نہ لگتا۔ اور ان پر مخالفین علماء کی طرف سے دعوے کے چھپانے کا الزام نہ لگتا +

اچھا۔ اب میرا اعتراض آپ پر اور خواجہ صاحب دونوں پر ہے۔ کہ مرزا صاحب ؑ نے آیت خاتم النبیین کے خلاف دعویٰ نبوت کیا۔ اس کی حقیقت بھی مجھے سمجھا دیں +

میں۔ آیت خاتم النبیین کی حقیقت کو میں

چنطرح سے سمجھا سکتا ہوں۔ لیکن بجائے اس کے کہ میں خود سمجھاؤں۔ اس کو بھی حضرت مرزا صاحبؑ ہی کے کلام سے سمجھاتا ہوں +

(پھر خواجہ نے غلطی کے ازالہ کو شروع سے آخر تک پڑھ کر سنایا۔ جس میں حضورؑ نے خود خاتم النبیین کی حقیقت کو سمجھایا ہے +)

میں نے کہا۔ کہ یہ مضمون اس وقت حضرت مرزا صاحبؑ نے لکھا ہے۔ جبکہ ایک مرید نے ایک شخص کے سامنے آپؑ کے دعوے نبوت کا انکار کیا تھا۔ جیسا کہ خواجہ صاحب نے یہاں کہا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت نہیں کیا ہے۔ وغیرہ۔ خواجہ صاحب میں اور اس مرید میں جس کے لئے غلطی کا ازالہ لکھا گیا ہے۔ اس قدر فرق ہے۔ کہ اس نے غلطی کے ازالہ شائع ہونے کے بعد پھر دعویٰ نبوت کا انکار نہیں کیا۔ لیکن خواجہ کمال الدین صاحب کا کمال یہ ہے۔ کہ غلطی کا ازالہ شایع ہونے کے بعد بھی کہتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے دعوے نبوت نہیں کیا +

ان لوگوں میں سے ہر ایک نے صاف صاف اقرار کیا۔ کہ مرزا صاحبؑ نے دعوے نبوت کیا ہے۔ اور جس طرح دعویٰ نبوت کیا ہے۔ اس طرح خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب لوگوں کے سامنے پیش نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ انکار کرتے ہیں۔ لیکن ان میں ایک لڑکا جو کالج سٹوڈنٹ تھا اس نے خواجہ صاحب کی اس غلطی پر کچھ باتیں بتانی چاہیں۔ تو خود ان لوگوں نے اس کو سمجھایا۔ آخر اس کو بھی خاموش ہو کر ماننا پڑا +

معترض شخص۔ اچھا اب مجھے وہ تحریر دکھلائیے جس میں مولوی محمد علی صاحب نے مرزا صاحبؑ کو نبی آخر الزمان لکھا ہے +

میں۔ لیجئے وہ میں آپ کو سناتا اور دکھاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے وہ حوالے ان کو پڑھ کر سنائے جس میں کہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مرزا صاحبؑ کو مدعی نبوت۔ مدعی رسالت۔ فارسی الاصل نبی۔ نبی۔ رسول۔ نبی آخر الزمان۔ پیغمبر آخر الزمان وغیرہ بار بار لکھا ہے۔ اور معیار مجددیت یا امامت یا محدثیت پر نہیں۔ بلکہ معیار نبوت پر حضرت مرزا صاحب کی صداقت جانچنے کے لئے اپنے فریق مخالف کو بلایا ہے +

اگر کہا جائے۔ جہاں جہاں مولوی محمد علی صاحب نے مرزا صاحبؑ کو نبی و رسول وغیرہ لکھا ہے۔ وہ نبی بمعنے محدث ہے۔ تو اس حالت میں وہ تمام جواب جو کہ خواجہ غلام ثقلین کو مولوی محمد علی صاحب نے دیا ہے۔ خاک میں ملجاتا ہے۔ اگر خواجہ غلام ثقلین آج زندہ ہوتے۔ تو مولوی محمد علی صاحب کسی طرح ان کو منہ دکھانے کے بھی قابل نہیں ہوتے +

عصر جدید کا ایڈیٹر غلام ثقلین ان کو کہہ سکتا تھا۔ کہ میں نے جب تمہاری وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا الخ والی دلیل کو رد کرتے ہوئے لکھا۔ کہ خلفائے اربعہ اور سبطین میں سے پانچ دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔ تو تم نے لکھا تھا۔ کہ مرزا صاحبؑ مدعی نبوت ہیں۔ یہ لوگ مدعی نبوت نہیں۔ اس لئے ایک مدعی نبوت میں جو امتیازی نشان ہوتے ہیں۔ ان سے مرزا صاحب کی نبوت اور صداقت کو جانچو۔ اور آج آپ خود ہی مرزا صاحبؑ کو مدعی نبوت سے نکال کر کے عام ائمہ اور محدثین و مجددین میں شامل کرتے ہیں۔ اب بتلائیے وہ آپ کا ولو تقول علینا الخ والا استدلال کہاں گیا؟

میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس کا جواب مولوی محمد علی صاحب نہیں دے سکتے۔ اور نہ خواجہ صاحب دے سکتے ہیں۔ بجز اس کے کہ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ بھی ہماری غلطی تھی +

غرضکہ مولوی محمد علی صاحب کے سابقہ اعتقاد اور ان کی تحریر کو دیکھ کر ہم نے گفتگو کرنے والے معترضین حیران ہوگئے۔ اور خواجہ صاحب نے جو کچھ ان لوگوں کو ہمارے خلاف سنایا۔ وہ سب بھول کر انہی پر بدگمان ہوگئے۔ اور مجھ سے کہنے لگے۔ کہ میں خواجہ صاحب سے جا کر ان باتوں کو دریافت کرونگا۔ ان میں سے ایک صاحب نے کہا۔ کہ جسقدر آپ نے اس وقت حوالے سنائے اور دکھائے ان سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب مرزا صاحبؑ کو مجددوں اور محدثوں میں سے ایک محدث یا مجدد کہتے ہیں یہ غلط ہے +

پھر میں نے ان سے کہا۔ کہ یہ خود مولوی محمد علی صاحب کی تحریر ہے۔ اب میں حضرت مرزا صاحبؑ کی تحریر سے دکھا دیتا ہوں۔ کہ مرزا صاحبؑ اپنے آپ کو نبیوں میں شمار کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ.. ..... تیرہ سو برس کے عرصہ میں سوائے میرے آجتک کوئی نبی کے پایہ کا مستحق نہیں۔ وغیرہ (مفہوم) چنانچہ میں نے یہ حوالہ بھی دکھایا +

جب سب طرح لاہوری پارٹی کی۔ وخصوصاً خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کی حقیقت ان کو معلوم ہوگئی تو ان میں سے ایک صاحب نے کہا۔ کہ خواجہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ ہم حلف لینے اور مباہلہ کرنے کے لئے بھی لوگوں کو بلاتے ہیں لیکن کوئی مقابلہ میں نہیں آتا۔ صاحبزادہ صاحب نے لوگوں کو حلف لینے سے منع کر دیا ہے۔ سو اگر آپ اپنی .... صداقت پر خواجہ سے مباہلہ کرنے اور حلف لینے کے لئے تیار ہیں۔ تو مجھے لکھ کر دیں۔ تاکہ میں خواجہ کو جاکر کہوں۔ کہ مولوی صاحب مباہلہ کے لئے بھی تیار ہیں +

چنانچہ میں نے اسی وقت ان کو لکھ کر دیا۔ کہ ہم بمقابلہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ کو ناحق اور غلطی پر سمجھتے ہیں۔ اور اس پر حلف اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ خواجہ صاحب کو اگر بمقابلہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ اپنے حق پر ہونے کا پختہ یقین ہے۔ تو ضرور ہم سے مباہلہ کریں۔ گو میں خود گنہگار ہوں۔ لیکن مجھے یقین ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کریگا +

جب میں نے اس قسم کا رقعہ لکھکر ان لوگوں

کو دیا۔ تو پھر ان لوگوں نے خود ہی کہا۔ کہ اس کو جانے دیجئے۔ اور اس رقعہ میں ہمارا نام نہ لکھئے ۔ غیرہ اور ہم خواجہ صاحب سے جا کر ان باتوں کو پھر کہینگے۔ جو کہ آپ نے بیان کی ہیں۔ اور حوالے پڑھ پڑھ کر سنائے ہیں +

مذکورہ بالا گفتگو حکیم محمد قادر بخش صاحب سعید اور احمد سعید صاحب اور دو صاحب تعلیم یافتہ اور تھے جنہوں نے اپنا نام نہیں بتایا۔ اور حکیم محمد سعید صاحب چودھری اور غلام دستگیر صاحب کے سامنے ہوئی +

آج معلوم ہؤا۔ کہ خواجہ صاحب کلکتہ تشریف لے گئے۔ خواجہ صاحب نے یہاں چند لوگوں سے خفیہ بیعتیں بھی لیں ہیں۔ اور ان کو اجازت ہے۔ کہ وہ اپنے طریقہ پر ہیں۔ خصوصیات احمدیت پر عمل کرنیکی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ ان میں سے بعض نے صرف خواجہ صاحب کی ذات سے ہی بیعت کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی یا مولوی محمد علی صاحب کی امارت سے اس کو کچھ تعلق نہیں ہے۔ واللہ اعلم +

معلوم نہیں۔ خواجہ صاحب یہ خفیہ فوج کیوں بنا رہے ہیں +

وہ شخصوں نے بیعت کی۔ ان کی بیعت کا فارم ارسال خدمت ہے + حکیم خلیل احمد

اطلاع

تمام احباب کی خدمت میں بطور اطلاع لکھا جاتا ہے۔ کہ قادیان میں کسی غریب اور قابل امداد لڑکے کو بھیجنے سے پہلے یہاں ناظر تعلیم و تربیت سے خط و کتابت کرنے کے بعد اگر وظیفہ یا امداد کا فیصلہ ہو جائے۔ اور ان کو اس امر کی اطلاع مل جائے۔ تو وہ اس لڑکے کو وہ اطلاعی خط دے کر روانہ فرمادیں۔ اور اگر اس کے متعلق کسی منظوری کی اطلاع نہ ملے۔ تو پھر بالکل روانہ نہ فرمادیں +

ناظر تعلیم و تربیت از قادیان +

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سیالکوٹ میں

دوسرا لیکچر

دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا پبلک لیکچر ۱۱ / اپریل ۱۹۲۰ء بوقت پانچ بجے شام سیالکوٹ میں ہؤا۔ جو اس مضمون پر تھا۔ کہ "دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا۔" اس لیکچر کے وقت پریذیڈنٹ جناب ذوالفقار علی خانصاحب رامپوری تجویز ہوئے۔ جنہوں نے مختصر الفاظ میں حاضرین کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی ذات والاصفات اور اس مضمون کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔ اور جناب حافظ روشن علی صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی +

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کی تلاوت فرما کر لیکچر شروع کیا۔ اور فرمایا کہ:۔

اس وقت دنیا میں بہت سے مذاہب پائے جاتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہے۔ کہ ہمارا ہی مذہب نجات کا باعث ہو سکتا ہے۔ اور یہی ساری دنیا میں پھیلیگا۔ یہ جھگڑا آج سے نہیں۔ بلکہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ اور اس بات میں ہمیشہ اختلاف رہا ہے۔ کہ کونسا مذہب ساری دنیا قبول کریگی۔ جب یہ بات شروع سے معرض بحث چلی آ رہی ہے۔ اور اس وقت کوئی فیصلہ نہیں ہؤا۔ تو اب کونسی نئی بات پیدا ہو گئی ہے۔ کہ اس پر بحث کیجائے۔ آجتک کونسا مذہب ساری دنیا کا ہو چکا ہے۔ کہ آئندہ ہوگا۔ اسلام تیرہ سو سال سے دنیا میں موجود ہے۔ عیسائیت ۱۹ سو سال سے۔ ہندو مذہب کئی ہزار سال سے۔ اور پارسی مذہب (کہتے ہیں) لاکھوں سال سے چلا آتا ہے۔ ان میں سے کس نے ساری دنیا کے دل میں گھر کر لیا ہے۔ کہ آئندہ کے متعلق بحث کی جائے۔ کہ کونسا مذہب تمام لوگ قبول کرینگے۔ اب کوئی نیا مذہب تو نہیں نکلا کہ اس کے متعلق کہا جائے۔ وہ ساری دنیا کو اپنے پیچھے لگا لیگا۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور پیدا ہونا چاہیئے۔ اس لئے میں پہلے اس کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ:۔

بیشک آج تک کسی مذہب نے تمام دنیا کو اپنے پیچھے نہیں لگایا۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں۔ کہ جو حالت مذاہب کی آج ہو گئی ہے۔ وہ پہلے نہیں تھی۔ پس کسی نئے مذہب نے نہیں۔ بلکہ زمانہ کی حالت نے لوگوں کی توجہ کو ادھر پھیر دیا ہے۔ کہ دنیا کا آئندہ مذہب کیا ہوگا؟

پہلے ہر ملک کے لوگ ایک دوسرے سے علیحدہ رہتے تھے۔ کیونکہ ایک دوسرے کے ساتھ ملنے اور تعلقات قائم کرنے کے جو ذرائع اب پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ اس وقت نہ تھے۔ اس لئے ان کا مذہب ایک خاص حلقہ تک ہی محدود رہتا تھا۔ لیکن اب چونکہ ریل ڈاک۔ تار۔ جہاز۔ اور دوسرے ایسے ذرائع پیدا ہو گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے ساری دنیا کی ایک ملک بلکہ ایک شہر کی حیثیت ہو گئی ہے۔ اور علوم کی کثرت اور چھاپہ خانہ کی وجہ سے ہر ایک مذہب کی تعلیم لوگوں کے سامنے آگئی ہے۔ اور لوگوں میں وسعت حوصلہ پیدا ہو کر ایک دوسرے مذہب کا معائنہ کرنے کا شوق ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ ایک دوسرے کے مذہب پر بہت آسانی اور سہولت سے غور کر سکتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی خوبیاں ان پر واضح ہو سکتی ہیں۔ اس صورت میں یہ معلوم کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔ کہ کونسا مذہب سب سے اعلیٰ اور تمام خوبیوں کا جامع ہے +

عیسائیوں نے اس وسعت حوصلہ اور دوسرے مذاہب کے مطالعہ کے شوق سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے مذہب کی تائید میں لاکھوں اور کروڑوں ٹریکٹ اور کتابیں لکھ کر تقسیم کرنا شروع کر دیں۔ اور دو سو سال کے عرصہ میں کروڑوں انسانوں کو عیسائیت میں داخل کیا اور ایسے ایسے علاقے جہاں کوئی عیسائیت کا نام تک

نہ جاتا تھا۔ وہاں بھی پھیلادی۔ اور ملک تو الگ رہے۔ خود ہندوستان میں تیس چالیس لاکھ لوگوں کو عیسائی بنالیا جب اسطرح ہرطرف عیسائیت ہی عیسائیت پھیلنے لگی۔ تو قدرتاً یہ سوال پیدا ہؤا۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ لیکن اس باتنے بھی لوگوں کی آنکھیں اچھی طرح نہ کھولی تھیں۔ کہ دنیا میں سیاسی تغیرات ایسے پیدا ہوگئے کہ سوائے عیسائیت کے اَور کسی مذہب کی کوئی طاقتور حکومت نہ رہی +

دنیا میں بڑے بڑے مذاہب تین ہیں۔ ہندو۔ عیسائیت اور اسلام۔ ہندوؤں میں اپنے مذہب کے پھیلانے کے لئے کوئی خاص تحریک نہیں پائی جاتی۔ تھوڑا عرصہ ہؤا۔ ان میں ایک چھوٹا سا فرقہ آریہ نکلا ہے جس میں بہت تھوڑے لوگ ہیں۔ اور انہوں نے غیر مذاہب میں سے سوائے چند آدمیوں کو داخل کرنے کے اور کچھ نہیں کیا۔ اس فرقہ کی کوششیں ان ادنیٰ اقوام تک ہی محدود ہیں۔ جو دراصل ہندو ہی ہیں۔ باقی رہے مسلمان اور عیسائی۔ عیسائیوں کے متعلق تو میں نے بتایا ہے کہ انہوں نے کروڑوں لوگ عیسائیت میں داخل کر لئے۔ مگر مسلمانوں نے کچھ نہ کیا۔ حالانکہ ان میں سے ہر ایک کو اسلام نے تبلیغ کرنے کا حکم دیا ہؤا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ مسلمانوں کو سخت ضعف پہنچا۔ اور مزید بات یہ ہوئی۔ کہ پے درپے ایسے حادثات اور واقعات پیش آئے۔ کہ مسلمانوں کو خیال پیدا ہوگیا۔ کہ اب ہم دنیا میں قائم نہیں رہ سکتے۔ اس سے مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں۔ اور انہوں نے سمجھا۔ کہ اگر ہم اسی طرح گرتے رہے۔ تو عیسائیت کے مقابلہ میں کسی صورت میں بھی نہیں ٹھہر سکینگے۔ اب اگر یہ فیصلہ ہو جائے۔ کہ اسلام عیسائیت کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو لازماً ماننا پڑیگا۔ کہ وہ زمانہ آگیا ہے۔ کہ ساری کی ساری دنیا نہ سہی قریباً ساری دنیا کا مذہب عیسائیت ہو۔ اور اگر اسلام عیسائیت کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور اس پر غالب آسکتا ہے۔ تو لازماً ماننا پڑیگا۔ کہ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا۔ کیونکہ اب وہ زمانہ آگیا ہے۔ کہ جو مذہب حق ہوگا۔ وہ ساری دنیا میں پھیل جائیگا +

پس اس سوال پر غور کرنا لغو اور بیہودہ نہیں ہے۔ کیونکہ زمانہ پوری قوت اور سارے زور سے ٹھوکریں اور کہنیاں مار مار کر ہمیں بتارہا ہے۔ کہ آنکھیں کھولو اور توجہ کرو۔ کہ تمہارے مذہب اسلام نے دنیا میں باقی رہنا ہے۔ یا عیسائیت نے؟

پس یہ کوئی معمولی سوال نہیں۔ بلکہ بہت اہم ہے۔ اس کی اہمیت کو مدنظر رکھکر اس وقت جب کہ طبائع میں ہیجان پیدا ہوگیا ہے۔ میں نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ اس امر کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کروں۔ کہ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا یا عیسائیت؟

دوسری وجہ اس سوال پر غور کرنے کی حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ بیان فرمائی۔ کہ چونکہ اس وقت مسلمانوں کی پر انتہائی درجہ کا ادبار آگیا ہے۔ اور انکی حالت مایوسی کی آخری حد تک پہنچی جارہی ہے۔ اس لئے مایوسی سے بچانے کے لئے کہ تمام ناکامیاں اور نامرادیاں اسی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ میں نے یہ بتانا ضروری سمجھا ہے۔ کہ اسلام ہی دنیا کا آئندہ مذہب ہوگا۔ اور کوئی طاقت اور کوئی قوت اسے ہرگز نہیں مٹا سکتی۔ اسلام ایک نہائت مضبوط چٹان پر کھڑا ہے۔ اسلئے ناممکن ہے۔ کہ مٹ سکے۔ وہ پھیلیگا۔ اور ضرور پھیلیگا +

اس کے بعد حضور نے ان غلط الزامات کی تردید کی۔ جو عیسائی اسلام پر لگا کر لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ ایسا مذہب قائم رہنے کے قابل نہیں ہے۔ اور عیسائیوں کی اس بات کو عقلی اور نقلی طور پر غلط ثابت کیا ہے۔ کہ جو مذہب زمانہ کے ساتھ نہیں بدلتا۔ وہ سچا مذہب نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا۔ ہم یہ تو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی مذہب کامل نہیں ہے۔ اور ہر زمانہ کی ضروریات کے مطابق تعلیم نہیں رکھتا۔ تو جوں جوں زمانہ بدلیگا۔ اسے بھی تغیر کرنا پڑیگا۔ ورنہ وہ قائم نہیں رہ سکیگا۔ لیکن اگر کوئی ایسا مذہب ہے۔ جو ہر زمانہ کی ضروریات کو مہیا کرتا ہے۔ وہ بدلے۔ یہ نہیں ہم مان سکتے +

اس کے بعد حضور نے یہ بتایا۔ کہ مسیحیت اور اسلام میں سے کونسا مذہب ہے؟ جو ہر زمانہ کے لئے کافی ہے۔ اس کے لئے اسلام اور عیسائیت کی تعلیم کا مقابلہ کر کے دکھایا۔ کہ عیسائیت کی تعلیم زمانہ کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔ اور اسے بدلا جارہا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اسلام کی تعلیم ایسی ہے۔ کہ اگر زمانہ اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جائے۔ تو یہ نہیں۔ کہ اس تعلیم کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ بلکہ زمانہ کو پھر پھر اکر اسی تعلیم کے ماتحت آنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ مسئلہ طلاق اور تعدد ازدواج کے متعلق ہؤا ہے۔ طلاق کے مسئلہ پر یورپ بڑے بڑے اعتراض کرتا ہے۔ لیکن آخرکار اسے جاری کرنا پڑا ہے۔ اور انگلستان میں بھی اس کے متعلق قانون پاس ہوگیا ہے جس کی بنیادی باتیں انہی اصول کے مطابق بنائی گئی ہیں۔ جو اسلام نے بنائی ہیں۔ اور جو فقہ حنفیہ میں موجود ہیں۔

عیسائیت اور اسلام کی تعلیم کا موازنہ نہائت ہی زبردست اور مدلل طریق سے کیا گیا۔ اور صاف طور پر واضح کیا گیا۔ کہ اسلام اپنی چٹان پر قائم ہے۔ مگر عیسائیت بدل رہی ہے۔ اور اسلام کے مقابلہ پر ہرگز نہیں ٹھہر سکتی۔ اسلئے اسلام ہی دنیا کا آئندہ مذہب ہوگا +

اسی سلسلہ میں حضور نے یہ بھی فرمایا۔ کہ آجکل مشاہدہ پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ اس لئے مذہب کے متعلق بھی یہ سوال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر خدا پہلے لوگوں سے بولا کرتا تھا۔ تو اب کیوں نہیں بولتا؟ اگر اب بھی بولے تب معلوم ہو۔ کہ جس مذہب کے لوگوں سے بولتا ہے وہ سچا ہے۔ اس سوال کا جواب سوائے اسلام کے اَور کوئی نہیں دے سکتا۔ اسلام بتاتا ہے۔ کہ خدا جس طرح پہلے بولتا تھا۔ اسی طرح اب بھی بولتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحبؑ جو اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ ان سے بولا +

پس اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو ہر ایک کی پیاس بجھا سکتا اور تمام اس کو پیش آنی والی ضروریات کا علاج کر سکتا ہے۔ اس لئے یہی دنیا کا آئندہ مذہب ہوگا۔

اس کے بعد حضور نے مسلمانوں کی موجودہ حالت کے متعلق بتایا۔ کہ گو یہ خطرناک ہے۔ لیکن یہی اسلام کی صداقت ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اس کے متعلق پہلے سے بتا دیا ہوا ہے۔ کہ جب مسلمان اسلام کو چھوڑ دینگے۔ تو ان کی ایسی حالت ہو جائیگی۔ اب چونکہ مسلمانوں نے خدا تعالیٰ۔ رسول کریمؐ اور قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے ان کی یہ حالت ہو گئی ہے۔ اور ان کے ایسے عقائد ہیں۔ جن سے خدا تعالےٰ اور رسول کریمؐ پر سخت حملے اور الزام لگتے ہیں +

مسلمانوں کے موجودہ عقائد سے خدا تعالیٰ اور رسول کریمؐ پر جو حملے ہوتے ہیں۔ ان کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایسے زور اور اس قدر جوش سے تقریر فرمائی اور ایسے دردناک طریق سے ان کو بیان کیا۔ کہ آج تک حضور کی تقریر میں ایسا خاص جوش نہیں دیکھا گیا۔ ایک عجیب شان تھی۔ جو اُس وقت ظاہر ہو رہی تھی۔ اس حصہ تقریر کا خلاصہ کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ مفصل شائع ہونے پر احباب اس سے بہرہ اندوز ہو سکینگے +

اس موقعہ پر میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ایک رؤیا جو حضور نے ۷ر اپریل ۱۹۲۰ء کو قادیان سے سیالکوٹ روانہ ہونے کے وقت ایک مجمع میں بیان فرمایا۔ اپنے الفاظ میں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس کا تعلق اس خاص تقریر سے نہائت صاف طور پر معلوم ہوتا ہے +

حضور نے فرمایا:۔

گزشتہ شب میں نے دیکھا۔ کہ ایک مکان ہے۔ اور اس کے پیچھے گلی ہے۔ میں نے دیکھا۔ اس گلی میں کچھ لوگ سر نیچے کئے لیٹے ہیں۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ کسی آدمی کو سجدہ کر رہے ہیں۔ اس پر مجھے سخت غصہ آیا۔ اور میں ان کے پاس گیا۔ کہ انہیں منع کروں۔ لیکن جا کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ سجدہ نہیں کر رہے۔ بلکہ گال زمین پر رکھکر لیٹے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اور آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ میں نے بھی آسمان کیطرف دیکھا۔ تو مجھے ایک بہت بڑی آبادی نظر آئی۔ اور ایک جگہ خاص روشنی دیکھی۔ جہاں حضرت مسیح موعودؑ ایک کشتی کی شکل کی چیز میں بیٹھے تھے۔ اور وہ نیچے اترنا چاہتی تھی۔ ان لوگوں نے بھی کہا۔ کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھ رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ کشتی ہوائی جہاز کی طرح نیچے اتری۔ اور میں حضرت صاحب کو تلاش کرنے لگا۔ لیکن مجھے کہیں نہ ملے۔ آخر میں سخت غمگین ہو کر کہ شائد حضرت صاحبؑ مجھ سے ناراض ہیں۔ کہ مجھے نہیں ملے۔ والدہ کے پاس گیا۔ کہ ان کے پاس آئے ہونگے۔ اس وقت میری آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔ میں نے ان سے جا کر پوچھا۔ اور کہا۔ کہ حضرت صاحبؑ مجھے نہیں ملے۔ شائد ناراض ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ میں باہر تانگہ پر سیر کو جا رہی تھی۔ شریف احمدؐ میرے ساتھ تھا۔ اور عزیز احمدؐ کو بھی میں نے ساتھ لے لیا تھا۔ لیکن حضرت صاحبؑ کے آنیکا سُن کر جلدی واپس آگئی ہوں۔ مگر وہ ابھی تک مجھے بھی نہیں ملے۔ اس سے مجھے تسلی ہوئی۔ والدہ نے جب میرے آنسو دیکھے۔ تو فرمایا۔ یہ تو رؤیا ہے۔ اور رؤیا کی تعبیر ہوتی ہے۔ یہ سنکر مجھے اطمینان ہو گیا۔ اور میں نے سمجھا۔ کہ یہ رؤیا ہے۔ اور حضرت صاحب کے نہ ملنے کی جو وجہ میں نے سمجھی تھی۔ وہ صحیح نہیں ہے۔ رؤیا میں مجھے اس کی تین تعبیریں سمجھائی گئیں۔ میں نے کہا۔ یا تو میں ایسی زبان میں کتاب لکھونگا جس میں لکھنے کی مشق نہیں۔ یا عظیم الشان تقریر کرونگا۔ یا کوئی بڑا نشان ظاہر ہوگا۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی +

اس رؤیا میں تقریر کرنے کی طرف جو اشارہ ہے۔ وہ سیالکوٹ کی اس تقریر کے متعلق معلوم ہوتا ہے جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اس تقریر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے فرمایا۔ کہ:۔

جس وقت میں تقریر کر رہا تھا۔ اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ یک لخت آسمان سے نور اترا ہے اور میرے اندر داخل ہو گیا ہے۔ اور پھر اس کی وجہ سے میرے جسم سے ایسی شعائیں نکلنے لگی ہیں۔ کہ مجھے معلوم ہوا۔ میں نے حاضرین کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا ہے۔ اور وہ جکڑے ہوئے میری طرف کھینچے چلے آ رہے ہیں +

یہ تقریر نہائت کامیاب ہوئی۔ اور انشاء اللہ نتیجہ خیز ثابت ہوگی +

تقریر کے بعد جناب ذوالفقار علی خانصاحب نے نہائت زوردار الفاظ میں لوگوں سے اپیل کی۔ کہ آؤ ہم سب مل کر دین کی خدمت کریں۔ تاکہ اسلام پھیلے۔ ان تقریروں کے ذریعہ سیالکوٹ میں احمدیت کی تبلیغ نہائت زور شور سے ہو گئی +

حاضرین پہلے دن سے بھی زیادہ تعداد میں تھے۔ جن میں ہندو۔ سکھ صاحبان بھی تھے +

دعوت اور تقریر

چونکہ شام کے کھانے کی دعوت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور چند اصحاب کو جناب میر حامد شاہ صاحب مرحوم کے خاندان کی طرف سے دی گئی تھی۔ اس لئے تقریر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی معہ بعض اصحاب کے جناب میر حامد شاہ صاحب مرحوم کی مسجد میں تشریف لے گئے۔ جہاں مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔ اور نماز کے بعد اس گھر میں گئے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹھہرا کرتے تھے۔ وہاں چند مستورات نے بیعت کی۔ اس کے بعد کمرہ دعوت میں تشریف لے گئے۔ جہاں چند غیر احمدی اصحاب میں سے ایک کی طرف سے میر انعام اللہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے آنے پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کیا خصوصیات ظاہر ہوئی ہے۔ اس کے جواب میں حضور نے قریباً ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔ اس کے

بعد کھانا تناول فرما کر جائے قیام پر تشریف لے گئے۔
دعوت بہت پرتکلف تھی۔ جو سلیقہ سے دیگئی اور خوشی کی بات ہے کہ جناب میر صاحب مرحوم کے خاندان کے چند مردوں اور عورتوں نے بیعت کی۔ خدا تعالیٰ ان کو استقامت بخشے۔ اور اپنے قابل عزت اور لائق تقلید بزرگ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے

سیالکوٹ سے روانگی

۱۲ر تاریخ ۱۰ بجے سیالکوٹ سے روانگی ہوئی۔ لیکن اس سے قبل مستورات کے اصرار پر جو دور دور سے کثرت کے ساتھ آئی ہوئی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے پنجابی زبان میں ان کے مجمع میں ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔ اور تقریر کے بعد مستورات نے بطور خود چندہ پیش کیا۔ اور بیعت کی۔ اس سے تھوڑی دیر بعد حضور مع خدام سٹیشن کو روانہ ہو گئے۔ اور اسی دن اڑھائی بجے لاہور پہنچ گئے۔ اور مکرمی مستری محمد موسیٰ صاحب کے مکان میں ٹھہرے۔

احباب سیالکوٹ نے مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے کی کوشش کی۔ لیکن مہمان اس کثرت سے آئے تھے۔ کہ ان کا سنبھالنا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ بہر حال جو کچھ انہوں نے کیا۔ اس کے لئے مہمانوں کے شکریہ اور خدا تعالیٰ سے جزائے خیر کے مستحق ہیں۔ امید ہے۔ وہ اس تجربہ سے آئندہ فائدہ اٹھائینگے۔

مولوی محمد علی صاحب سے خطاب

خوب اے دوست ہمیں تو نے یہ انعام دیا
غیب سے صلح ہمیں جنگ کا پیغام دیا
اچھا انعام ہے تو خوب ہے قسمت تیری
کفر اپنوں کو دیا غیر کو اسلام دیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کا لیکچر امرتسر میں

بعض مولویان امرتسر کی فتنہ پردازیاں

لیکچر گاہ میں ہماری مخالفت میں جوش وخروش اور احمدیوں کا صبر و سکون۔

امرتسر میں جس وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لیکچر کا اعلان بذریعہ اشتہار ہوا۔ اور مقامی اخبار وکیل میں سیکرٹری انجمن احمدیہ امرتسر نے اعلان کرایا۔ تو حق کے مخالفوں میں مخالفت کا جوش پیدا ہو گیا۔ پہلی کوشش کی گئی کہ جہاں جہاں ہمارے اشتہار چسپاں تھے وہاں سے انہوں نے اتار دئے۔ پھر چسپاں کئے گئے اور انہوں نے پھر اتار دئے۔ البتہ کہیں کہیں سے نہ اتر سکے۔

دوسری کوشش یہ کی گئی۔ کہ مخالفوں نے بہ سرکردگی مولوی عطاء اللہ امرتسری اس امر کی کوشش کی۔ کہ عین تقریر کے دوران میں شور اور ہنگامہ مچایا جائے۔ سنا گیا ہے۔ کہ بعض ملانوں نے یہ سازش کی تھی۔ کہ لیکچر کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح چلنے لگیں۔ تو اس وقت حملہ کیا جائے لیکن عطاء اللہ اور ایک اور شخص نے کہا۔ کہ اگر لیکچر ہو گیا تو اس کا اثر لوگوں پر ہو جائیگا۔ پھر ہماری کوشش فضول ہوگی۔ اس لئے لیکچر ہی نہ ہونے دینا چاہیئے۔ خیر انہوں نے ہر ممکن کوشش ہماری مخالفت میں کی لیکن خدا کے فضل سے لیکچر ہوا۔ اور سنجیدہ لوگوں نے محسوس کر لیا۔ اور غور کرنے والے سمجھ لینگے۔ کہ امام جماعت احمدیہ کیا بتا رہا تھا۔ اور ہمارے مخالف کن اخلاق کا نمونہ دکھا رہے تھے۔

بہر حال چار بجے دن کے وقت معینہ پر کارروائی جلسہ۔۔ زیر صدارت جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ بیرسٹر ایٹ لا ایڈیٹر انڈین کیسز لاہور۔ شروع ہوئی۔

جناب چودھری صاحب نے جب کھڑے ہو کر بیان کیا۔ کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مشہور موضوع پر تقریر فرمائینگے۔ امید ہے۔ کہ حاضرین اطمینان اور توجہ سے سنینگے۔ اور کسی قسم کا شور نہ ہونے پائیگا تو وہی مولوی عطاء اللہ بول اٹھا۔ کہ ہم اسلام کے متعلق تو سنینگے مگر مرزائیت کے متعلق کچھ نہیں سنینگے۔ کہا گیا۔ جو کچھ سنایا جائیگا وہ سننا چاہیئے انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم نہیں سن سکتے۔ چودھری صاحب نے فرمایا۔ کہ جو صاحب نہ سن سکیں بہتر ہے کہ وہ تشریف لیجائیں۔

پریذیڈنٹ صاحب کی تقریر میں اسطرح دخل دینے سے ظاہر ہے۔ کہ عطاء اللہ کی نیت کیا تھی؟

خیر تقریر شروع ہوئی۔ ابھی تمہید بیان ہوئی تھی اور عیسائیوں کے عقیدہ خدا باپ کے متعلق بتایا جا رہا تھا۔ کہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک حدیث کا مضمون بیان فرمایا۔ جس میں رسول کریم صلعم نے صحابہؓ کو بتایا۔ کہ خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اس سے بھی زیادہ محبت ہوتی ہے جتنی ماں کو اپنے بچہ سے۔ مگر وہی مولوی عطاء اللہ کھڑا ہوا۔ اور نہایت جوش وخروش سے حوالہ کا صفحہ۔ سطر۔ مطبع۔ سنہ۔ وغیرہ مطالبہ کرنے لگا۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ اس وقت آپ سنیں۔ اگر حوالہ کی ضرورت ہے۔ تو آپ مکان پر تشریف لے آئیں۔ وہاں بتایا جائیگا۔

چونکہ مولوی مذکور کا منشا پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ کہ شور کرنیکا ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا۔ کہ اس کے سوال کا اس سے زیادہ جواب نہ دیا جائے۔ کیونکہ اس کا منشا یہی تھا کہ کسی طرح لیکچر نہ ہو۔ اگر اس کو حوالہ بتایا جاتا۔ تو پھر وہ اس پر اور سلسلہ سوالات شروع کر سکتا تھا جس سے لیکچر نہ ہو سکتا چنانچہ وہ کہتا تھا۔ کہ کتاب کا نام۔ جلد۔ صفحہ۔ سطر۔ مطبع کا نام بتایا جائے۔ حالانکہ وہ خود جانتا تھا۔ کہ ایسے لیکچروں کے وقت کتابیں ساتھ نہیں ہوا کرتیں کتابیں بحث ومباحثہ کے وقت ہی پاس رکھی جاتی ہیں۔ تو اس کا یہ مطالبہ محض اس غرض سے تھا۔ کہ کسی طرح لیکچر رک جائے۔ ورنہ یہ حدیث کوئی غیر معروف نہیں ہے۔

ذیل میں ہم اس حدیث کو ان تمام مطالبات کو پورا کرتے ہوئے درج کرتے ہیں جو مولوی صاحب نے کئے اور سمجھدار اصحاب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ دیکھیں کہ ایک مولوی کا اس حدیث کا مطالبہ کرنا اور اس پر

اسقدر شور بپا کرنا کہانتک دیانتداری کے مطابق تھا۔ کتاب مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ جلد دوم - کتاب الدعوات باب فی سعۃ رحمۃ عزوجل صفحہ ۳۲۰ - سطور ۱۸ لغایت ۲۶ تمام - مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ - کاغذ حنائی - طبع اول - میں لکھا ہے :-

عن عمر بن الخطاب قال قدم علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم سبی فاذا امرأۃ من السبی قد تحلب ثدیہا تسعیٰ اذا وجدت صبیا فی السبی اخذتہ فالصقتہ ببطنہا وارضعتہ فقال لنا النبی صلے اللہ علیہ وسلم اترون ھذہ طارحۃ ولدھا فی النار قلنا لا وھی تقدر علے ان لا تطرحہ فقال اللہ ارحم بعبادہٖ من ھذہٖ بولدھا - متفق علیہ -

(ترجمہ) اور روایت ہے - عمر بن الخطاب سے کہ کہا آئے حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بندے - پس ناگہاں ایک عورت تھی بندی میں کہ تحقیق بہتی تھی چھاتی اسکی یعنی دودھ بہتا تھا بسبب کثرت کے بچہ اس کے ساتھ نہ تھا - دوڑتی تھی یعنی بچے کی تلاش میں جسوقت کہ پاتی کسی لڑکے کو بندی میں اٹھا لیتی اور اسکو اپنے پیٹ سے اور دودھ پلاتی اسکو یعنی بسبب محبت بچے اپنے کے - پس فرمایا ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا گمان کرتے ہو اس عورت کو کہ ڈالے اپنا بچہ آگ میں یعنی جب غیر کے بچے پر محبت رکھتی ہے - تو کیا گمان کرتے ہو کہ اپنے بچے کو آگ میں ڈالیگی - پس کہا ہم نے کہ نہیں ڈالیگی اس حالت میں کہ قادر ہو ڈالنے پر - پس فرمایا کہ اللہ بہت رحم کرنیوالا ہے اپنے بندوں پر یعنی مومن پر بہ نسبت اس عورت کے اپنے بچہ پر - نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے -

اور مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کے صفحہ ۲۰۶ میں یہ حدیث سرخ موجود ہے۔

اس مشہور حدیث کا بیہودہ طریق سے مطالبہ کرتے مولوی عطاء اللہ نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا - اور اس کے ساتھی بھی شور کرنے میں مصروف ہوگئے - مولوی کی زبان بے لگام سے حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح کی شان میں گالیاں نکلنے لگیں - اور وہ ہاتھوں کی غیر مہذبانہ حرکات سے حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف اشارہ کرنے لگا - اس کا اور اس کے ساتھیوں کا طرز عمل نہایت اشتعال انگیز تھا لیکن جب یہ حالت ہوئی - تو حضرت خلیفۃ المسیح نے بلند آواز سے فرمایا کہ ہماری جماعت کے سب آدمی بیٹھے رہیں - اور کوئی نہ بولے - چنانچہ اس شور میں اگر ایک آدھ احمدی کھڑا بھی تھا - وہ بھی بیٹھ گیا - اور صرف احمدی منتظمین ادھر اُدھر دیکھ بھال کرنے لگے - جب بہت شور ہونے لگا - اور مولوی کی بدزبانی حد سے بڑھ گئی - اور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی - حضرت خلیفۃ المسیح خاموش ہو کر کھڑے ہو گئے تو حافظ روشن علی صاحب کو تلاوت کے لئے کھڑا کیا گیا - جس سے شور کچھ دیر کے بعد ختم گیا - اور حضرت صاحب نے تقریر پھر شروع کر دی لیکن ابھی چند ہی منٹ ہوئے تھے کہ پھر شور ہو گیا - آخر جب اس کا شور بہت بڑھ گیا - تو پولیس کے کہنے سے وہ اور اسکی ذریت گالیاں دیتے اور شور مچاتے جلسہ گاہ سے نکلکر دروازہ پر جا کھڑے ہوئے - اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر شروع کی جو کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی - ادھر تو حضرت صاحب کا لیکچر ہو رہا تھا اور ادھر وہ بازاری ہال کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا - اور عوام کا ایک بڑا مجمع اس کے گرد تھا جو فحش سے فحش گالیاں دے رہا تھا - قسم قسم کی حرکات کرتا تھا - اور طرح طرح کی آوازیں نکالتا تھا - وہ لوگ تالیاں پیٹتے - سیٹیاں بجاتے اور چیخیں مارتے تھے - اسوقت جس قدر اس عطاء اللہ نے حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ ثانی کو گالیاں دیں - انہیں سے اس حصہ کو جو ہمیں یاد رہیں - اگر لکھا جائے - تو کئی صفحے تیار ہو سکتے ہیں - اس لئے ان کی تفصیل کو نظر انداز کیا جاتا ہے - اور بعض اشارے پر اکتفاء کیا جاتا ہے - کہ جو گالیاں اس مولوی کہلانیوالے شخص کی زبان سے نکلتی تھیں - وہ کبھی ایک شریف انسان منہ پر نہیں لا سکتا - کوئی گندی سے گندی گالی اور فحش سے فحش لفظ نہ تھا جو اس مولوی کی زبان پر نہ آیا - اسوقت اس کی عجیب حالت تھی - سر سے برہنہ تھا - گریبان کھلا تھا - پسینہ بہ رہا تھا - آنکھیں سرخ تھیں گلے کی رگیں پھولی ہوئی تھیں - کبھی ہاتھ سینہ پر پڑتے تھے - کبھی حرکت کرتے - سر فٹ بال کا نمونہ تھا - جو کبھی ادھر لڑکتا تھا کبھی اُدھر غرض وہ ایک عجیب ایکٹ کر رہا تھا - اور ناچ رہا تھا - کبھی اچھلتا تھا - اور کبھی چکر کھاتا تھا - کبھی مست بکرے کی طرح آوازیں نکالتا تھا - غرض اس کی حالت کا نقشہ اتارنا بہت مشکل ہے - تمام مجمع بھی اس کے ساتھ شور اور ہنگامہ مچا رہا تھا - اسوقت اس مولوی کو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ نماز پڑھ لیں - جس کے جواب میں اس نے کہا کہ میں جہاد میں مصروف ہوں - آج میں مسلمانوں کے پرتیار ہوں - نماز نہیں پڑھونگا - بلکہ اسکو جو خلیفہ (خلیفہ) بنا ہوا ہے زندہ نہیں نکلنے دونگا - مگر جب لوگ زدوکوب کے اسکو لیگئے - تو وہ مدرسہ اسلامیہ کی دیوار پر چڑھ گیا - جو لیکچر ہال کے برابر تھی - اور اس پر چڑھکر پھر گندی گالیاں دینا شروع کر دیں - جب گالیاں دے دے کر تھک گیا - تو مسجد میں چلا گیا - اور اس مجمع میں سے ایک اور مولوی صاحب کھڑے ہو کر یہودیت اور شیطنت کے جوہر دکھانے لگے - جب ان مولوی صاحب کا نام پوچھا گیا تو ایک معمر غیر احمدی صاحب نے جو بعد میں معلوم ہوا کہ آنریری مجسٹریٹ ہیں کہا - اس کا کیا نام پوچھتے ہو - یہ بھی ثناء اللہ کا ایک چیلا ہے - ان مولوی صاحب کے بعد ایک اور مولوی صاحب میں کھڑے ہوئے - اور گالیاں دینے لگے - ابھی وہ فارغ نہ ہوئے تھے کہ وہی عطاء اللہ پھر آن موجود ہوا - اور پہلے سے زیادہ جوش سے اپنے گالیوں کے وظیفہ میں مشغول ہو گیا - جب اس کے طرز عمل کو ایک پولیس افسر نے بہت شر انگیز دیکھا تو اسکو اور اس کے مجمع کو دروازے پر سے ہٹانے کی فکر میں لگا - پہلے تو انہوں نے قریب کے دوسرے پولیس افسر کو کہا کہ ان کی شرارت بہت بڑھ چکی ہے - اس کو میرے پاس بلاؤ - جب وہ پولیس افسر اس کے پاس گیا - تو اس نے آنے سے انکار کر دیا - اس پر پولیس افسر نے بلند آواز سے کہا کہ میں آپ کو افسر ہونے کی حیثیت میں کہتا ہوں کہ آپ اور دوسرے لوگ یہاں سے چلے جائیں اور ان (احمدیوں) کا راستہ چھوڑ دیں پہلے تو دو ایک دفعہ عطاء اللہ نے کہا میں نہیں جاتا - اور پھر شور ڈالنا شروع کر دیا - آخر پولیس کے کہنے پر لوگ منتشر ہونے شروع ہوئے - ادھر حضرت صاحب نے اپنا مضمون بیان کرنے کے بعد لیکچر ختم کیا - اور صدر جلسہ نے اختتام جلسہ کا اعلان کرتے ہوئے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا - جنہوں نے شرافت دکھائی - اور آخر تک لیکچر سنتے رہے - لیکچر ختم ہونے کے دو تین منٹ کے بعد رستہ بنایا گیا اور جس دروازہ پر غیر احمدیوں کا مجمع تھا - اسی طرف سے حضرت صاحب اپنے مکان کے لئے تشریف لے چلے - جب ہال سے باہر نکلے - تو ایک اینٹ دور سے آئی جو ایک احمدی کے لگی - جس سے وہ زخمی ہو گیا - اور گالیوں کا بہت شور پڑ گیا - ہمارے سلسلہ میں نہایت گندی سے گندی گالیاں دی گئیں - لیکن احمدیوں نے کہ وہ بھی کافی تعداد میں تھے - جواب میں ایک لفظ تک نہ کہا - اور خاموشی کے ساتھ چلے گئے -

جب حضرت صاحب مکان پر پہونچے تو جو نکہ اس مکان کی ایک دیوار نیچی تھی اور اس کی پشت کا حصہ اونچا تھا - اس پر بہت سے لوگ چڑھ آئے - مگر جب ہمارے آدمی اندر گئے تو وہ تالیاں پیٹتے اور گالیاں دیتے وہاں سے چلے گئے - سنا ہے جب ہم سٹیشن پر آ گئے - اور ابھی کچھ احمدی اس مکان میں موجود تھے تو مخالفوں نے اس مکان پر اینٹیں ماریں - جن سے گیس کا ہانڈا پھوٹ گیا اور کچھ شیشے بھی ٹوٹے -

اس شور بھرے مجمع میں مولوی ثناء اللہ بھی موجود تھا جسکا شاد کھائی دیا - جس کو لوگوں نے مبارکباد دی کہ تمہارے شاگرد عطاء اللہ نے خوب کام کیا -